Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 120-140
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

اسلامی قانونِ وراثت اور ترکہ کی تقسیم: شرعی تعلیمات کی روشنی میں

Islamic Law of Inheritance and Distribution of the Deceased's Estate in the Light of Shariah Teachings

1. **Ikram Ullah**
iu6544799@gmail.com
PhD Scholar,
Department Qur'an and Sunnah,
University of Karachi.

2. **Dr. Zeenat Haroon**
Chairperson,
Department Qur'an and Sunnah,
University of Karachi.

How to Cite: Ikram Ullah and Dr. Zeenat Haroon. 2025: "Islamic Law of Inheritance and Distribution of the Deceased's Estate in the Light of Shariah Teachings". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 120-140.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
02-12-2025	28-12-2025	31-12-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اشاریہ اردو جرائد, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

اسلامی قانونِ وراثت اور ترکہ کی تقسیم: شرعی تعلیمات کی روشنی میں

Islamic Law of Inheritance and Distribution of the Deceased's Estate in the Light of Shariah Teachings

1. **Ikram Ullah**
   PhD Scholar, Department Qur'an and Sunnah, University of Karachi.
   iu6544799@gmail.com

2. **Dr. Zeenat Haroon**
   Chairperson, Department Qur'an and Sunnah, University of Karachi.

Abstract

The title "Division of Property" primarily refers to the distribution of inheritance, and the present study likewise focuses on the Islamic law of inheritance distribution. Since the division of an estate is not possible without first properly formulating the inheritance problem (masʾala), this study begins by explaining the method of preparing inheritance calculations and subsequently elaborates on the principles governing the actual distribution of inheritance. Given that certain inheritance scenarios differ from standard cases, a separate section is devoted to addressing such exceptional situations. Accordingly, this thesis is structured into three main sections. The first section, Inheritance Calculations, deals with the technical preparation of the masʾala. Its most crucial component is the determination of mukhārij al-furūḍ (denominators of the fixed shares), which are discussed in detail. Since these denominators may sometimes increase or decrease, the principles of ʿawl and radd are examined to resolve such complexities. Furthermore, when shares cannot be evenly divided among heirs, the method of taṣḥīḥ al-masāʾil (correction of the inheritance problem) is explained to ensure accurate allocation of shares. The second section, Distribution of Inheritance, addresses the practical application of these calculations. The distribution process is carried out in two stages. The first stage explains how the estate is distributed among the deceased's heirs, detailing both group-based and individual shares. The second stage discusses the preparation of the masʾala and the subsequent distribution of the estate among creditors, where applicable. In cases where heirs do not receive their precise shares, the process of taṣḥīḥ al-taqsīm (correction of distribution) is comprehensively discussed. The third section focuses on Special Cases in Inheritance Distribution. These include situations where an heir relinquishes his or her share in return for a specific asset from the estate, a process known as takhāruj, as well as cases where one or more heirs die successively before the estate is fully distributed, resulting in complex redistribution issues known as munāsakha. Both matters are analyzed in detail to clarify their legal implications and practical resolution.

Keywords: *Inheritance, Property, Shares, Islamic Teachings, Legal Implications.*

تمہید

تقسیم جائیداد کا موضوع عام طور پر تقسیم میراث سے متعلق ہوتا ہے اور تقسیم میراث کے بنیادی عنوانات اگرچہ پانچ ہیں، لیکن یہاں ان میں سے صرف ایک عنوان (یعنی: تقسیم میراث کی کیفیت) سے متعلق بات کی جائے گی، چنانچہ کسی شخص کی میراث تقسیم کرنے کے لئے چونکہ سب سے پہلے مسئلہِ میراث بنانا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس کے مطابق میت کا ترکہ تقسیم ہو۔ اس لئے یہاں سب سے پہلے مسئلہ میراث بنانے اور پھر اس کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ بیان کیا جائے گا، نیز تقسیم میراث کی

چونکہ بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جو دیگر مسائل سے الگ نوعیت کی ہیں۔اس لئے ان کے لئے بھی ایک مستقل عنوان رکھا جائے گا اور اس طرح کیفیتِ تقسیم کے حوالے سے کلام ذیل کے تین عنوانوں میں پیش کیا جائے گا:

1. مسئلہ میراث بنانے کا طریقہ
2. میراث تقسیم کرنے کا طریقہ
3. تقسیم میراث کی بعض صورتیں

مسئلہ میراث بنانے کا طریقہ

کسی شخص کی میراث تقسیم کرنے کے لئے سب سے پہلے اسے کسی کاغذ پر لکھ کر حل کرنا ضروری ہوتا ہے، جس کے درج ذیل تین مراحل ہیں: (1) سب سے پہلے لفظ "میت" لمبا کھینچ کر اس کے دائیں جانب لفظ مسئلہ اور اس کے نیچے تمام زندہ وارثین، جن میں سب سے پہلے ذوی الفروض اور عصبات (بایں طور کہ سب سے پہلے ذوی الفروض میں سے زوج یا زوجہ، اس کے بعد باقی ذوی الفروض اور پھر آخر میں عصبہ) اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہوں تو پھر ذوی الارحام لکھیں (2) پھر ذوی الفروض کے حالات میں غور کر کے ہر وارث کے نیچے اس کا مقرر حصہ (نصف، ربع اور ثمن وغیرہ) اور جو عصبہ ہوتے ہیں اس کے نیچے لفظ عصبہ یا "ع" اور اگر کوئی محروم یا مجوب ہوتا ہو تو اس کے نیچے محروم / مجوب یا "م" لکھ دیں (3) اس کے بعد مخارج الفروض کی ابحاث کی روشنی میں ذوی الفروض کے سہام کا مخرج (جسے اصل مسئلہ کہا جاتا ہے) معلوم کر کے لفظ مسئلہ کے اوپر لکھیں اور اگر مخرج کم یا زیادہ ہو رہا ہو تو عول یا رد کے قواعد جاری کر کے جو نیا مخرج آئے گا اسے اصل مسئلہ کے اوپر عول یا رد کا نشان بنا کر لکھ دیں اور پھر اس میں سے ہر وارث کا حصہ نکال کر اس وارث کے نیچے لکھتے جائیں، چنانچہ تمام ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ بچ جاتا ہو تو وہ عصبہ کے نیچے لکھ دیں (نیز اگر وارثین کو ان کے حصے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں بایں طور کہ ان میں کسر آتا ہو، تو تصحیح کے قواعد جاری کرنے کے بعد جو نیا مخرج آئے گا اسے اصل مسئلہ کے اوپر تص لمبا لکھ کر لکھا جائے اور اس صورت میں چونکہ ضرب دینے کی بھی ضرورت پڑتی ہے اس لئے جس عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دینا ہو اسے لفظ "میت" کے بائیں جانب مض کی علامت لمبا لگا کر اس کے اوپر لکھ دیں)۔

مخارج الفروض کی ابحاث یہ ہیں:

کسی شخص کی میراث میں جن ورثہ کے جتنے حصے ہوتے ہیں اس کی تخریج کے لئے ان حصوں کے مخارج (یعنی: وہ اعداد جن سے مذکورہ حصے نکل سکتے ہیں) اور ان کے بنانے کا طریقہ معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے اور مخارج کا تعلق چونکہ عدد سے ہے اس لئے سب سے پہلے عدد سے متعلق ذیل کے تین عنوانوں میں بات کی جائے گی:

1. عدد کا مفہوم
2. عدد کی انواع
3. نسبت بین العددین

عدد کی تعریف

عدد لغت میں گننے اور شمار کرنے کے معنی میں آتا ہے جبکہ اصطلاح میں عدد اس ہندسے کو کہتے ہیں جو کئی اکائیوں سے مل کر بنا ہو۔ ایک اور انداز سے کہا جا سکتا ہے کہ عدد اس ہندسے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ضرب دینے سے مضروب بڑھ جائے، نیز علم الحساب والوں نے عدد کی خاصیت یہ بتائی ہے کہ کسی بھی ہندسہ کے قریبی یا بعیدی دو کناروں کے مجموعے کا نصف عدد ہوتا ہے۔[1]

جیسے (عدد کے قریبی دو کناروں کی مثال): چار کا ہندسہ، کہ چار کے اوپر کی جانب قریبی حاشیہ پانچ ہے اور نیچے کی جانب قریبی حاشیہ تین ہے، چنانچہ پانچ اور تین کا مجموعہ آٹھ ہوتا ہے اور آٹھ کا نصف چار ہے اور جیسے (عدد کے بعیدی دو کناروں کی مثال) چار کا ہندسہ، کہ چار کے اوپر کی جانب بعیدی حاشیہ چھ ہے اور نیچے کے جانب بعیدی حاشیہ دو ہے چنانچہ چھ اور دو کا مجموعہ آٹھ ہوتا ہے اور آٹھ کا نصف چار ہے (اور ایک میں چونکہ تعدد نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ ضرب دینے سے مضروب بڑھتا ہے اور اسی طرح اس کے دو حواشی بھی نہیں اس لئے ایک کو عدد نہیں کہا جاتا[2] یا عدد چونکہ جماعت آحاد کو کہتے ہیں اور اقل جماعت لغت میں دو ہے۔)

عدد کی اقسام

اعداد کی دو قسمیں ہیں: صحیح اور غیر صحیح۔ ذیل میں ان میں سے ہر ایک کے حوالے سے دو، دو امور پیش کیے جائیں گے:

1. اعداد کا مفہوم
2. اعداد کی تعداد

اعداد کا مفہوم

عدد صحیح ہر اس عدد کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو، یعنی اس کا مفہوم سمجھنے میں دوسرے اعداد کا سہارا نہیں لیا جاتا اور نہ ہی یہ دوسرے کسی عدد کی طرف مضاف ہوتا ہے، جیسے: اثنان ثلاثۃ اربعۃ ستۃ اور ثمانیۃ، یہ سب اعداد اپنے معنی پر دلالت کرنے میں بالکل واضح ہیں اور دوسرے کسی عدد کی طرف مضاف بھی نہیں ہیں، جبکہ عدد غیر صحیح ہر اس عدد کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر دلالت کرنے بتانے میں کسی غیر کا محتاج ہو یعنی اس کا مفہوم سمجھنے میں دوسرے اعداد کا سہارا لیا جاتا ہے اور دوسرے کسی عدد کی طرف مضاف بھی ہوتا ہو، جیسے نصف ربع ثمن ثلث ثلثان اور سدس، یہ تمام اعداد اپنے معنی پر دلالت کرنے میں چونکہ واضح نہیں ہیں اس لئے ان کا معنی سمجھنے کے لئے دوسرے کسی عدد (جس کی طرف یہ مضاف ہوتے ہیں) کا سہارا لیا جاتا ہے، مثلاً ربع کا عدد ہے کہ اس کا معنی سمجھنے کے لئے اربعۃ کا سہارا لینا ضروری ہے اگر اربعۃ کا سہارا ہے تو اس کا معنی سمجھ میں آئے گا ورنہ نہیں، چنانچہ چار میں سے ایک کو ربع کہا جاتا ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ربع الاربعۃ / چار کا ایک۔

اعداد کی تعداد

عدد غیر صحیح کو فرض / فروض کہتے ہیں اور فروض کی تعداد کل چھ ہیں، جو دو فریقوں میں منقسم ہیں۔[3]

- پہلا فریق: نصفیات کہلاتا ہے اور نصفیات کا مطلب یہ ہے کہ وہ فروض جن کے افراد میں آدھے کی شکل پائی جاتی ہے جیسے: نصف، ربع اور ثمن، کہ نصف تو ہے ہی نصف اور ربع، نصف کا آدھا ہے جبکہ ثمن ربع کا آدھا ہے۔ ایسے فروض کل تین ہیں: (1) نصف / آدھا، یعنی دو کا ایک، (2) ربع / چوتھائی، یعنی: چار کا ایک، (3) ثمن / آٹھواں، یعنی: آٹھ کا ایک۔
- دوسرا فریق: ثلثیات کہلاتا ہے اور ثلثیات کا مطلب یہ ہے کہ وہ فروض جن کے افراد میں ثلث کی شکل پائی جاتی ہے جیسے: ثلثان، ثلث اور سدس، کہ ثلث تو ہے ہی ثلث اور ثلثان، ثلث کا دوگنا ہے جبکہ سدس، ثلث کا آدھا ہے۔ ایسے فروض کل تین ہیں: (1) ثلثان / دو تہائی، یعنی: تین کا دو، (2) ثلث / ایک تہائی، یعنی: تین کا ایک، (3) سدس / چھٹا، یعنی: چھ کا ایک۔

عدد صحیح کو مخرج یا مخارج بھی کہتے ہیں۔ مخارج کی تعداد کے حوالے سے ذہن نشین رہے کہ فروض کی تعداد کل چھ ہیں اس لئے ان کے مخارج کی تعداد بھی چھ ہونی چاہیے، تاہم ثلثان اور ثلث کا مخرج چونکہ ایک ہے اس لئے فروض چھ ہونے کے باوجود ان

کے مخارج کی تعداد پانچ ہے اوران پانچ مخارج کو وحدان بھی کہا جاتا ہے، چنانچہ فریق اول کے فروض میں سے نصف کا مخرج دو، ربع کا مخرج چار اور ثمن کا مخرج آٹھ ہے اور فریق ثانی کے فروض میں سے ثلثان اور ثلث کا مخرج تین اور سدس کا مخرج چھ ہے۔[4] نیز مخارج کی یہ پانچ تعداد اس وقت ہے جب مسائل میراث میں ایک ایک حصہ آیا ہو، چنانچہ حصے اگر ایک سے زیادہ ہوں تو پھر مخارج کی تعداد ان پانچ میں منحصر نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مخارج بھی آسکتے ہیں جن کو مخارج غیر وحدان بھی کہا جاتا ہے اوران کی تفصیل یہ ہے کہ فروض جب ایک سے زیادہ آئے ہوں تو دیکھا جاتا ہے کہ ان کا تعلق ایک فریق سے ہے یا دو فریقوں سے؟ اگر ایک فریق سے ہے تو مخرج ان میں سب سے بڑا عدد بنے گا، جیسے: نصف، ربع اور ثمن کے اجتماع کی صورت میں مخرج ثمن کا آئے گا اوراسی طرح ثلثان، ثلث اور سدس کے اجتماع کی صورت میں مخرج سدس کا آئے گا، جیسے: زوجہ، بنت اور عم / یا اخ خیفی، ام اور عم، اور اگر ان کا تعلق دو فریقوں سے ہے تو دیکھا جائے گا کہ فریق اول کے نصف کا اجتماع فریق ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ ہے؟ یا فریق اول کے ربع کا اجتماع فریق ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ ہے؟ یا فریق اول کے ثمن کا اجتماع فریق ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ ہے؟ چنانچہ پہلی صورت میں ان کا مخرج چھ اور دوسری صورت میں بارہ جبکہ تیسری صورت میں چوبیس ہوگا۔[5]

یاد رہے کہ یہ سات مخارج اصلیہ کبھی تو اپنے حصوں کو پورے آجاتے ہیں اور کبھی پورے نہیں آتے بلکہ کم اور زیادہ بھی ہو جاتے ہیں، چنانچہ مخارج اصلیہ اپنے حصوں کے برابر آنے اور نہ آنے کے اعتبار سے تین صورتوں پر مشتمل ہے۔[6] (1) مخارج اپنے حصوں کو برابر آجائے اورایسی صورت اور مسئلہ کو عادلہ کہا جاتا ہے (2) مخارج اپنے حصوں سے کم پڑ جائے اورایسی صورت اور مسئلہ کو عائلہ / خاسرہ کہا جاتا ہے (3) مخارج اپنے حصوں سے زیادہ ہو جائے اورایسی صورت اور مسئلہ کو رادۃ / رابحہ کہا جاتا ہے، چنانچہ پہلی صورت میں مخرج چونکہ اپنے تمام حصوں کو پورا آجاتا ہے اس لئے اس سے متعلق مزید لکھنے کی ضرورت نہیں، جبکہ دوسری اور تیسری صورت میں مخرج چونکہ اپنے حصوں سے کم / زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان دو صورتوں سے متعلق کلام ذیل میں پیش خدمت ہے:

1. عول کا طریقہ
2. رد کا طریقہ

عول کا بیان

مخرج کبھی اپنے حصوں سے کم بھی پڑ سکتا ہے، چنانچہ مخرج جب اپنے حصوں سے کم پڑ جائے تو سب سے پہلے اس خرابی کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے اور یہ خرابی جس طریقے سے دور ہو سکتی ہے اُسے علم المیراث کی اصطلاح میں عول کہا جاتا ہے، مگر اب سوال یہ ہے کہ عول کیا ہے؟ اور کیسے اس کے ذریعے یہ خرابی دور ہوتی ہے؟ چنانچہ ان دو سوالوں کے جوابات ذیل کے تین عنوانوں (عول کا تعارف، عول کی شرعی حیثیت اور عول کا طریقہ کار) میں پیش کئے جاتے ہیں:

عول کی تعریف

لغوی اعتبار سے عول ظلم کی طرف مائل ہونے (عول میں بھی مسئلہ ظلم کے ذریعہ اپنے اہل پر اس طرح لوٹتا ہے کہ ان کے سہام کو کم کر دیتا ہے) غالب آنے (عول میں بھی مسئلہ ادخال ضرر کے ذریعہ اپنے اہل پر غالب آجاتا ہے) اور بڑھنے (عول میں بھی مخرج جب اپنے حصوں سے کم پڑ جائے تو مخرج پر اس کے حصوں کے بقدر اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ مخرج اپنے حصوں کو پورا آجائے) کے معنی میں آتا ہے۔[7] جبکہ اصطلاح میں مخرج جب ورثاء کے مجموعہ سہام سے گھٹ جائے تو مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر بڑھانے کو عول کہتے ہیں۔[8]

عول کا حکم شرعی

مخرج جب اپنے حصوں سے کم پڑ جائے تو پھر ورثاء کے حصوں کا کیا کیا جائے گا؟ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک مسئلہ میراث میں مخرج جب اپنے حصوں سے کم پڑ گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرات صحابہؓ سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا جس پر حضرت عباسؓ نے انہیں عول کا مشورہ پیش کیا، چنانچہ اس پر سارے حضرات صحابہ متفق ہو گئے کسی نے کوئی نکیر نہیں کی، لیکن حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے عول کا انکار کیا حالانکہ پہلے ان کی رائے اپنے والد کی رائے کے موافق تھی۔[9] الغرض! عول کے بارے میں دو مذاہب ہیں: پہلا قول جمہور صحابہؓ اور حضرات فقہاءؒ کا ہے جو کہ عول کے قائل ہیں جبکہ دوسرا قول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے جو عول کے قائل نہیں ہیں، چنانچہ مسائل عائلہ کی صورت میں وہ اسوء الحال (یعنی: بنات اوراخوات) کے حصوں کو کم کر دینے کے قائل ہیں۔[10] یعنی دیگر وارثین کو ان کے مکمل حصے دے دینے کے بعد جو کچھ بچ جائے گا وہ اسواء الحال وارثین کو دے دیا جائے گا اگرچہ وہ ان کے مقررہ حصوں سے کم کیوں نہ ہو۔

عول کا طریقہ کار

مذکورہ تفصیل سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مخرج جب اپنے حصوں سے کم پڑ جائے تو مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر بڑھا دینے سے یہ خرابی دور ہو سکتی ہے مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر کیسے بڑھایا جائے گا جس سے یہ خرابی دور ہو؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی خرابی کو مکمل طور پر دور کرنے کے لئے سب سے پہلے اس خرابی کی ممکنہ تمام صورتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس قسم کی تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک کلیہ اور جامع حکم بتایا جاسکے، چنانچہ جب مخرج کم ہونے والی خرابی کی صورتوں کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ مخرج صرف اور صرف تین صورتوں میں کم پڑ سکتا ہے، ذیل میں وہ تین صورتیں اور پھر عول کے ذریعے ان میں موجود خرابی کو دور کرنے کے طریقے، احکام اور مثالیں لکھ دیئے جاتے ہیں۔[11]

(1) جب مخرج چھ کا عدد ہو تو اس میں مخرج کم ہونے والی خرابی واقع ہو سکتی ہے اور اس خرابی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھ کے مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر بڑھا دیا جائے جسے عول کہا جاتا ہے، چنانچہ چھ کے مخرج میں عول دس تک ہوتا ہے اور دس تک کا یہ عول وتراً اور شفعاً دونوں طرح ہو سکتا ہے (یعنی: ممکن ہے کہ مخرج چھ ہو مگر حصے سات یا آٹھ یا نو یا دس ہو) سات کی مثال جیسے: زوج اور دو اخت حقیقی، آٹھ کی مثال، جیسے: زوج، دو اخت حقیقی اور ایک اخت خیفی، نو کی مثال، جیسے: زوج، دو اخت حقیقی اور دو اخت خیفی، دس کی مثال، جیسے: زوج، دو اخت حقیقی، دو اخت خیفی اور ام۔

(2) جب مخرج بارہ کا عدد ہو تو اس میں مخرج کم ہونے والی خرابی واقع ہو سکتی ہے اور س خرابی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بارہ کے مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر بڑھا دیا جائے جسے عول کہا جاتا ہے، چنانچہ بارہ کے مخرج میں عول سترہ تک ہوتا ہے اور سترہ تک کا یہ عول صرف اور صرف وتراً ہوتا ہے (یعنی: ممکن ہے کہ مخرج بارہ ہو مگر حصے تیرہ یا پندرہ یا سترہ ہوں) تیرہ کی مثال، جیسے: زوجہ، دو اخت حقیقی اور ایک اخت خیفی، پندرہ کی مثال، جیسے: زوجہ، دو اخت حقیقی اور دو اخت خیفی، سترہ کی مثال، جیسے: زوجہ، دو اخت حقیقی، دو اخت خیفی اور ام۔

(3) جب مخرج چوبیس کا عدد ہو تو اس میں مخرج کم ہونے والی خرابی واقع ہو سکتی ہے اور س خرابی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چوبیس کے مخرج کو اس کے حصوں کے بقدر بڑھا دیا جائے جسے عول کہا جاتا ہے، چنانچہ چوبیس کے مخرج میں حضرات جمہور کے نزدیک صرف اور صرف ایک عول ہوتا ہے اور وہ بھی ستائیس کا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چوبیس میں

اکتیس کا بھی عول ہو سکتا ہے (یعنی: ممکن ہے کہ مخرج چوبیس ہو مگر حصے ستائیس یا اکتیس "عند ابن مسعودؓ" ہو)، ستائیس کی مثال، جیسے: زوجہ، دو بنت، اب اور ام، اکتیس کی مثال، جیسے: زوجہ، دو اخت حقیقی، دو اخت خیفی، ام اور ابن کافر۔

رد کی توضیح

مخرج کبھی اپنے حصوں سے زیادہ بھی پڑ سکتا ہے، چنانچہ ایسی صورت میں سب سے پہلے اس خرابی کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے اور یہ خرابی جس طریقے سے دور ہو سکتی ہے اُسے علم المیراث کی اصطلاح میں رد کہا جاتا ہے، مگر اب سوال یہ ہے کہ رد کیا ہے؟ اور کیسے اس کے ذریعے یہ خرابی دور ہو گی؟ ذیل کے تین عنوانوں (رد کا تعارف، رد کی شرعی حیثیت اور رد کا طریقہ کار) کے تحت اس حوالے سے تفصیلی کلام پیش کیا جاتا ہے۔

رد کی تعریف

لغوی اعتبار سے رد لوٹانے اور پھیرنے کے معنی میں آتا ہے۔ چونکہ رد میں بھی مخرج جب اپنے حصوں سے زیادہ ہو جائے تو زائد مقدار کو ذوی الفروض پر لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ ترکہ ورثاء میں پورا تقسیم ہو جائے اور ضائع ہونے سے بچ جائے۔ جبکہ علم المیراث کی اصطلاح میں ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد بچے ہوئے اس مال کو جس کا اور کوئی حقدار نہ ہو ذوی الفروض نسبی پر لوٹا دینے کو رد کہتے ہیں۔[12]

رد کا حکم شرعی

ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جب کچھ مال بغیر حقدار کے بچ جائے تو اس بچے ہوئے مال کا کیا حکم ہے؟ چنانچہ اس سلسلے میں دو اقوال ہیں: جمہور صحابہ، حضرات حنفیہؒ اور اسی طرح امام مالک کا بھی ایک قول یہ ہے کہ اس بچے ہوئے مال کو ذوی الفروض نسبی پر ان کے حصوں کے بقدر لوٹا دیا جائے گا۔[13] جسے میراث کی اصطلاح میں رد کہا جاتا ہے، جبکہ حضرت زید ابن ثابت، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ ذوی الفروض پر رد کے قائل نہیں ہیں، بلکہ یہ حضرات اس بچے ہوئے مال کا مستحق بیت المال کو ٹھہراتے ہیں[14] تاہم متاخرینِ شوافع نے بھی بیت المال کے غیر منظم ہونے کی صورت میں حضرات حنفیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔[15]

رد کا طریقہ کار

مذکورہ تفصیل سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مخرج جب اپنے حصوں سے زیادہ ہو جائے (یعنی: ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر مخرج میں سے کچھ مقدار بچ گیا) تو جمہور کے نزدیک اس بچے ہوئے مال کو ذوی الفروض پر رد کر کے اس خرابی کو دور کیا جائے گا، مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ اس بچے ہوئے مال کو ذوی الفروض پر کیسے رد کیا جائے کہ جس سے یہ خرابی دور ہو؟ چنانچہ یہاں اسی نکتہ سے متعلق بات ہو گی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی خرابی کو مکمل طور پر دور کرنے کے لئے سب سے پہلے اس خرابی کی ممکنہ تمام صورتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس قسم کی تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک کلیہ اور جامع حکم بتایا جا سکے، چنانچہ جب مخرج زیادہ ہونے والی خرابی کی صورتوں کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ مخرج زیادہ ہونے والی صورتیں کل چار ہیں، ذیل میں وہ چار صورتیں اور پھر رد کے ذریعے ان میں موجود خرابی کو دور کرنے کے طریقے / احکام اور مثالیں لکھ دیئے جاتے ہیں۔[16]

(1) جب من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ نہ ہو اور من یرد علیہ بھی ایک جنس کے ہوں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ مسئلہ من یرد علیہ کے کل عدد روس پر رد ہو گا (یعنی: مسئلہ بقدر عدد روس بنے گا)، جیسے: دو بنت حقیقی / یا دو اخت حقیقی / یا دو جدات۔

(2) جب من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ نہ ہو اور من یرد علیہ بھی ایک جنس کے نہ ہوں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ مسئلہ

من یرد علیہ کے کل سہام پر رد ہو گا (یعنی: مسئلہ / مخرج بقدر سہام بنے گا) جیسے: (دو پر رد کی مثال) جب مسئلہ میں دو سدس جمع ہو، مثلاً: جدہ اور اخت خیفی / (تین پر رد کی مثال) جب مسئلہ میں سدس اور ثلث جمع ہو، مثلاً: ام اور دو اخت خیفی / (چار پر رد کی مثال) جب مسئلہ میں نصف اور سدس جمع ہو، مثلاً: بنت اور بنت الابن / (پانچ پر رد کی تین مثالیں) جب مسئلہ میں دو ثلثان اور سدس جمع ہو، مثلاً: دو بنت اور ام / یا نصف اور دو سدس جمع ہو، مثلاً: بنت، بنت الابن اور ام / یا نصف اور ثلث جمع ہو، مثلاً: اخت حقیقی اور دو اخت خیفی۔

(3) جب من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ بھی ہو اور من یرد علیہ متحد الجنس ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ مسئلہ من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج پر رد ہو گا (یعنی: مسئلہ من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج سے بنے گا) نیز اس نئے مسئلہ / مخرج کے بننے کے بعد دو کام کرنے ہوتے ہیں: سب سے پہلے اس نئے مخرج سے من لا یرد علیہ کو اس کا حصہ دیا جائے گا، من لا یرد علیہ کو حصہ دینے کے بعد جو حصے بچ جائیں گے اس میں اور دیگر (یعنی: من یرد علیہ) ورثہ کے عدد روٴس میں نسبت دیکھی جائے گی، چنانچہ مابقیہ حصوں اور دیگر ورثاء کے روٴس کے درمیان نسبتوں کی تین صورتیں ہیں: (1) مابقیہ حصوں اور دیگر ورثاء کے عدد روٴس میں تماثل کی نسبت ہو، تماثل کی صورت میں چونکہ حصے بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم ہو سکتے ہیں اس لئے اس صورت میں ضرب دینے کی ضرورت نہیں ہے (نیز یہی حکم تداخل کی پہلی صورت کا بھی ہے)، جیسے: زوج اور تین بنات۔ (2) مابقیہ حصوں اور دیگر ورثہ کے عدد روٴس میں توافق کی نسبت ہو، توافق کی صورت میں حصے بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہو سکتے اس لئے اس صورت میں عدد روٴس کے وفق کو مضروب بنا کر من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب ہو گا اسے تصحیح مسئلہ بنا لیا جائے گا (نیز یہی حکم تداخل کی دوسری صورت کا بھی ہے)، جیسے: زوج اور چھ بنات، (3) مابقیہ حصوں اور دیگر ورثہ کے عدد روٴس میں تباین کی نسبت ہو، تباین کی صورت میں بھی حصے بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہو سکتے اس لئے اس میں بھی عدد روٴس کے کل کو مضروب بنا کر من لا یرد علیہ کے حصہ کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنا لیا جائے گا، جیسے: زوج اور پانچ بنات۔

(4) جب من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ بھی ہو اور من یرد علیہ مختلف الجنس ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ مسئلہ من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج پر رد ہو گا (یعنی: مسئلہ من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج سے بنے گا) نیز اس نئے مسئلہ / مخرج کے بننے کے بعد دو کام کرنے ہوتے ہیں: سب سے پہلے اس نئے مخرج سے من لا یرد علیہ کو اس کا حصہ دیا جائے گا، من لا یرد علیہ کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو حصے بچ جائیں گے اس میں اور دیگر (یعنی: من یرد علیہ) ورثاء کے حصوں (یعنی: اسداس) میں نسبت دیکھی جائے گی، چنانچہ مابقیہ حصوں اور دیگر ورثاء کے حصوں کے درمیان نسبتوں کی دو صورتیں ہیں: (1) مابقیہ حصوں اور دیگر ورثاء کے سہام میں جب تماثل کی نسبت ہو، تو تماثل کی صورت میں چونکہ حصے بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم ہو سکتے ہیں اس لئے اس صورت میں ضرب دینے کی ضرورت نہیں ہے (مگر یاد رہے کہ تقسیم کرنے کے بعد اگر مسئلہ میں کسر واقع ہو رہا ہو تو اس کسر کو ختم کے لئے تصحیح کی بحث میں مذکور اصول جاری کئے جائیں گے)، جیسے: زوجہ، چار جدات اور چھ اخت خیفی، (2) مابقیہ حصوں اور دیگر ورثاء کے سہام میں جب غیر تماثل کی نسبت ہو، تو غیر تماثل کی صورت میں چونکہ حصے بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہو سکتے اس لئے اس صورت میں من یرد علیہ کے کل سہام (یعنی: اسداس) کو مضروب بنا کر من لا یرد علیہ کے حصے کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنا لیا جائے گا، مگر یہاں ایک انتہائی اہم اور ضروری بات یاد رہے کہ اس نئے تصحیح مسئلہ سے تمام ورثاء کو حصہ دینے کا طریقہ ماقبل کے طریقے سے کچھ الگ ہے اور وہ یہ ہے کہ من لا یرد علیہ کے سہام کو تو من یرد علیہ کے تمام حصوں (یعنی: مضروب) میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا وہ تصحیح مسئلہ میں سے من لا یرد علیہ کا حصہ ہو گا، لیکن من یرد علیہ کے سہام کو من لا یرد علیہ کے مخرج

کے مابقیہ میں ضرب دیا جائے گا، چنانچہ اس ضرب دینے کا جو جواب آئے گا وہ تصحیح مسئلہ سے من یرد علیہ کا حصہ ہو گا (نیز تقسیم کرنے کے بعد اگر مسئلہ میں کسر واقع ہو رہا ہو تو اس کسر کو ختم کرنے کے لئے تصحیح کے مذکورہ جاری کئے جائیں گے)، جیسے: چار زوجات، چھ جدات اور نو بنات۔

نسبت بین العددین

دو عددوں کے درمیان پائی جانے والی نسبتیں کل چار ہیں: (تماثل، تداخل، توافق اور تباین)، چنانچہ تماثل لغت میں باہم مساوی/مشابہ ہونے کو کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں دو عددوں کا ایک دوسرے کے مساوی/مشابہ ہونے کو تماثل کہتے ہیں، جیسے: چار اور چار، پانچ اور پانچ، چنانچہ ایسے دو عددوں کو متماثلین اور ان کے درمیان موجود اس نسبت کو تماثل کہتے ہیں اور تداخل لغت میں ایک چیز کا دوسری چیز میں داخل ہونے کو کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں دو عددوں میں سے چھوٹے عدد کا بڑے عدد کو کاٹ سکنے کو تداخل کہتے ہیں، جیسے: تین اور نو، چنانچہ ایسے دو عددوں کو متداخلین اور ان کے درمیان موجود اس نسبت کو تداخل کہتے ہیں اور توافق لغت میں باہم قریب ہونے کو کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں توافق اس کو کہتے ہیں کہ دو عددوں میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹ نہ سکے بلکہ تیسرا کوئی عدد ان دونوں کو کاٹ سکے، جیسے: آٹھ اور بارہ، کہ ان دونوں کو کاٹنے والا سب سے بڑا عدد چار ہے، چنانچہ ایسے دو عددوں کو متوافقین اور ان کے درمیان موجود اس نسبت کو توافق کہتے ہیں (نیز توافق کے حوالے سے چند باتیں سمجھ لیں اور وہ یہ کہ آٹھ اور بارہ میں توافق کی نسبت ہے کیونکہ ان دونوں کو کاٹنے والا ان کے علاوہ ایک تیسرا عدد ہے اور وہ تیسرا عدد (جسے العدد العاد/عاد اعظم کہا جاتا ہے) اربعۃ ہے اور یہ اربعۃ ربع (جسے ان دونوں عددوں "متوافقین" کا جزء وفق کہا جاتا ہے) کا مخرج ہے اور جو عدد ان دو عددوں کا ربع بنتا ہے وہ ان کا عدد وفق کہلاتا ہے، جیسے: آٹھ اور بارہ، کہ ان دونوں عددوں کو کاٹنے والا بڑا عدد اربعۃ ہے اور یہ اربعۃ ربع کا مخرج ہے لہذا آٹھ اور بارہ کا جزء وفق ان دونوں عددوں کا ربع بنے گا، لہذا آٹھ کا ربع/جزء وفق (یعنی: دو) اس کا عدد وفق بنے گا اور بارہ کا ربع/جزء وفق (یعنی: تین) اس کا عدد وفق بنے گا، اور عدد وفق نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عدد عاد جتنی مرتبہ ان دو عددوں کو کاٹتا ہے اتنی مرتبہ کو اس عدد کا عدد وفق کہا جاتا ہے، جیسے آٹھ اور بارہ کی مثال میں عدد عاد (یعنی: اربعۃ) آٹھ کو دو مرتبہ میں اور بارہ کو تین مرتبہ میں کاٹتا ہے، لہذا آٹھ کا عدد وفق دو اور بارہ کا عدد وفق تین بنے گا، نیز یہ بھی سمجھ لیجئے کہ یہ دو عدد (یعنی: متوافقین) اپنے عدد عاد (یعنی: اربعۃ) کے ساتھ نہیں بلکہ عدد عاد کے جز اور حصہ (یعنی: ربع) کے ساتھ موسوم ہوں گے، چنانچہ دس تک توان کے ناموں کے بارے میں یوں کہا جائے گا: "هما متوافقان بالربع او بالخمس او بالسدس" اور دس کے بعد بجزء من کا اضافہ کر کے یوں کہا جائے گا: "هما متوافقان بجزء من احد عشر او بجزء من اثنا عشر") اور تباین لغت میں باہم متفاوت ہونے کو کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں تباین اس کو کہتے ہیں کہ دو عددوں میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹ نہ سکے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد ایک ساتھ ان دونوں کو کاٹ سکے، جیسے: نو اور دس۔

یاد رہے کہ مسائل میراث بناتے وقت ورثاء کو ملنے والے حصے کبھی تو ان پر پورے پورے (یعنی: کامل اعداد کی صورت میں) تقسیم ہو جاتے ہیں اور کبھی پورے پورے تقسیم نہیں ہو پاتے بلکہ ان میں توڑ پھوڑ آ جاتا ہے (جیسے: میت کے ورثاء میں تین زوجات اور ایک ابن ہو، تو ترکہ کے آٹھ حصوں میں سے ایک حصہ تین زوجات کو اور باقی سات حصے ابن کو ملیں گے، چنانچہ اس مثال میں تین زوجات کو ملنے والا ایک حصہ جب ان تینوں میں تقسیم کیا جائے گا تو اس میں توڑ پھوڑ آئے گا، جسے علم المیراث کی اصطلاح میں کسر فی المسائل کہا جاتا ہے اور مسائل میراث میں کسر آنے کی دو صورتیں ہیں: کسر ورثاء کے ایک طائفہ میں ہو، جسے کسر بین السہام

والروٴس کہاجاتاہے اور کسر ایک سے زیادہ طائفوں میں ہو، جسے کسر بین الروٴس والروٴس کہاجاتاہے) اور مسائل میراث چونکہ اس کسر کا متحمل نہیں اس لئے اس کو ختم کرناضروری ہوتاہے (جسے علم المیراث کی اصطلاح میں تصحیح المسائل کہاجاتاہے اور مسائل میراث میں کسر آنے کی چونکہ دوصورتیں تھی اس لئے ان کی تصحیح کی بھی دوقسمیں بنیں گی) چنانچہ ذیل کے دوعنوانوں میں تصحیح کی ان دوقسموں کے حوالے سے تفصیلی کلام پیش کیاجاتاہے۔[17]

1. کسر کی پہلی قسم کی تصحیح
2. کسر کی دوسری قسم کی تصحیح

پہلی قسم کی تصحیح

کسر جب ایک طائفہ میں ہو تو اس کو ختم کرنے کے لئے صرف ایک کام کرنا ہوتاہے اور وہ یہ ہے کہ سہام اور عدد روٴس کے درمیان نسبت دیکھی جائے، چنانچہ سہام اور عدد روٴس کے درمیان نسبتوں کی پانچ صورتیں ہیں، ذیل میں وہ تمام صورتیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کا حکم شرعی اور مثالیں لکھ دی جاتی ہے۔[18]

(1) سہام اور عدد روٴس کے درمیان جب تماثل کی نسبت ہو تو تماثل کی صورت میں سہام چونکہ بغیر کسی کسر کے روٴس پر تقسیم ہوسکتے ہیں اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس میں ضرب دینے کی ضرورت نہیں ہے، جیسے: اب، ام اور چار بنات۔

(2) سہام اور عدد روٴس کے درمیان جب توافق کی نسبت ہو، توافق کی صورت میں سہام چونکہ بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہوسکتے اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ سب سے پہلے عدد روٴس کا وفق نکال کر اسے مضروب بنالیاجائے اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ یاعول میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیاجائے گا، جیسے: اب، ام اور دس بنات / یازوج، اب، ام اور چھ بنات۔

(3) سہام اور عدد روٴس کے درمیان تداخل کی نسبت ہو (بایں طور کہ سہام زیادہ اور روٴس کم ہوں)، تداخل کی اس صورت میں بھی سہام بغیر کسی کسر کے روٴس پر تقسیم ہوسکتے ہیں اس لئے اس صورت میں بھی ضرب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جیسے: اب، ام اور دو بنات (یعنی: اس صورت کا حکم پہلی صورت کی طرح ہے)

(4) سہام اور عدد روٴس کے درمیان تداخل کی نسبت ہو (بایں طور کہ سہام کم اور روٴس زیادہ ہوں) تو تداخل کی اس صورت میں بھی سہام بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہوسکتے اس لئے اس صورت میں بھی سب سے پہلے عدد روٴس کا وفق نکال کر اسے مضروب بنالیاجائے اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ یاعول میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیاجائے گا، جیسے: اب، ام اور آٹھ بنات،،، (یعنی: اس صورت کا حکم دوسری صورت کی طرح ہے)

(5) سہام اور عدد روٴس کے درمیان جب تباین کی نسبت ہو، تو تباین کی صورت میں چونکہ سہام بغیر کسر کے روٴس پر تقسیم نہیں ہوسکتے اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ سب سے پہلے عدد روٴس کے کل کو مضروب بنالیاجائے اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ یاعول میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیاجائے گا، جیسے: اب، ام اور پانچ بنات / یازوج اور پانچ اخوات۔

دوسری قسم کی تصحیح

کسر جب ایک سے زیادہ طائفوں میں ہو، تو (اس صورت میں جس طرح کسر بین السہام والروٴس ہوتاہے، اسی طرح اس صورت میں کسر بین الروٴس والروٴس بھی ہوتاہے اس لئے) ان کسور کو ختم کرنے کے لئے درج ذیل دو کام کرنے ہوتے ہیں۔[19] سب سے پہلے سہام اور عدد روٴس کے درمیان نسبت دیکھی جاتی ہے، سہام اور عدد روٴس کے درمیان نسبت دیکھنے کی تفصیلات (صورتیں، ان

کے احکام اور مثالیں) چونکہ پہلی قسم کی تصحیح میں گزر چکی ہیں اس لئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد مابین اعداد الرؤس نسبت دیکھی جائے گی، چنانچہ اعدادرؤس کے درمیان نسبتوں کی تعداد کل چار ہیں، ذیل میں وہ تمام صورتیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کا حکم شرعی اور مثالیں لکھ دی جاتی ہے۔[20]

(1) مابین اعداد الرؤس جب تماثل کی نسبت ہو، تو اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس میں اعداد رؤس میں سے کسی ایک عدد کو مضروب بنالیا جائے اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیا جائے گا، جیسے: چھ بنات، تین جدات اور تین اعمام۔

(2) مابین اعداد الرؤس تداخل کی نسبت ہو، تو اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس میں اعدادرؤس میں سے سب سے بڑے عدد کو مضروب بنالیا جائے اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیا جائے گا، جیسے: چار زوجات، تین جدات اور بارہ اعمام۔

(3) مابین اعداد الرؤس جب توافق کی نسبت ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایک عدد رؤس کے وفق کو دوسرے عدد رؤس کے کل میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب میں اور تیسرے عدد رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائے اور اگر ان میں بھی توافق کی نسبت ہو تو پھر اس جواب کے وفق کو تیسرے عدد رؤس کے کل میں ضرب دیا جائے "هلم جراً"........ چنانچہ سب سے آخر میں جو جواب آئے گا اسے مضروب بنالیا جائے گا اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیا جائے گا، جیسے: چار زوجات، چھ اعمام، اٹھارہ بنات اور پندرہ جدات۔

(4) مابین اعداد الرؤس جب تباین کی نسبت ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے عدد رؤس کے کل کو دوسرے عدد رؤس کے کل میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب میں اور تیسرے عدد رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائے، اگر ان میں بھی تباین کی نسبت ہو تو پھر اس جواب کے کل کو تیسرے عدد رؤس کے کل میں ضرب دیا جائے "هلم جراً"...... چنانچہ سب سے آخر میں جو جواب آئے گا اسے مضروب بنالیا جائے گا اور پھر اس مضروب کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے تصحیح مسئلہ بنالیا جائے گا، جیسے: دو زوجات، چھ جدات، اعمام، دس بنات اور سات اعمام۔

مسائل مکسورہ کی تصحیح کے بعد اس تصحیح / مخرج میں سے ورثہ کو ان کے مقررہ حصے دیئے جائیں گے، چنانچہ[21] تصحیح مسئلہ میں سے ورثاء کے ہر طائفہ کو حصہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر طائفہ کے حصہ کو مضروب سے ضرب دے کر جو جواب آئے گا وہ تصحیح مسئلہ میں سے اس طائفہ کا حصہ ہوگا، جبکہ تصحیح مسئلہ میں سے ورثاء کے ہر طائفہ کے ہر فرد کو حصہ دینے کے اگرچہ متعدد طریقے ہیں، تاہم ان میں سے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ تصحیح مسئلہ میں سے ہر طائفہ کے حصہ جدید کو اس طائفہ کے عدد رؤس پر تقسیم کرے، جو جواب آئے گا وہ تصحیح مسئلہ میں سے اس طائفہ کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

مسائل میراث بنانے کا طریقہ مکمل ہو جانے کے بعد اب اس کے مطابق میراث تقسیم کرنے کے حوالے سے بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور تقسیم میراث کی چونکہ دو صورتیں ہیں اس لئے ذیل میں اسی حوالے سے تفصیلی کلام پیش کیا جاتا ہے:

1. تقسیم ترکہ بین الورثاء
2. تقسیم ترکہ بین الغرماء

تقسیم ترکہ بین الورثاء

میت کا ترکہ اس کے ورثاء میں مذکور مسئلہ کے مطابق تقسیم کرنے چونکہ دو مراحل ہیں: اس لئے تقسیم ترکہ بین الورثاء سے متعلق ذیل کے دو عنوانوں میں بات کی جائے گی:

1. ورثاء کے ہر طائفہ کو ترکۃ المیت میں سے حصہ دینے کا طریقہ
2. ورثاء کے ہر طائفہ کے ہر فرد کو ترکۃ المیت میں سے حصہ دینے کا طریقہ

پہلا مرحلہ

ترکۃ المیت میں سے ورثاء کے ہر طائفہ کو حصہ دینے کے لئے صرف اور صرف ایک کام کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان نسبتوں کی کل پانچ صورتیں ہیں، مگر چونکہ تداخل کی پہلی صورت فی حکم التماثل جبکہ دوسری صورت فی حکم التوافق ہے، اس لئے ذیل میں صرف اور صرف مابقیہ تین صورتیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کا حکم شرعی اور مثالیں لکھ دی جاتی ہیں۔[22]

(1) ترکہ اور اصل مسئلہ کے مابین جب تماثل کی نسبت ہو تو ترکہ چونکہ بغیر کسر کے ہر طائفے پر تقسیم ہو سکتا ہے اس لئے اس صورت میں ضرب کی ضرورت نہیں، جیسے اب، ام، دو بنات اور ترکہ چھ دینار ہو۔ نیز یہی حکم تداخل کی پہلی صورت کا بھی ہے۔

(2) ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو توافق کی صورت میں ترکہ چونکہ بغیر کسر کے ہر طائفہ پر تقسیم نہیں ہو سکتا اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر طائفہ کو ملنے والے حصہ کو ترکہ کے وفق میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس کو اصل مسئلہ کے وفق پر تقسیم کر کے جو جواب آئے گا وہ ترکہ میں سے ہر طائفہ کا حصہ ہو گا، جیسے: زوج، جدہ، دو اخت حقیقی، ایک اخت خیفی اور ترکہ بارہ دینار ہو، (نیز یہی حکم تداخل کی دوسری صورت کا بھی ہے)۔

(3) ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو تباین کی صورت میں بھی ترکہ چونکہ بغیر کسر کے ہر طائفہ پر تقسیم نہیں ہو سکتا اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر طائفہ کو ملنے والے حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب کو اصل مسئلہ پر تقسیم کر کے جو جواب آئے گا وہ ترکہ میں سے ہر طائفہ کا حصہ ہو گا، جیسے: اب، ام، دو بنات اور ترکہ سات دینار ہو۔

دوسرا مرحلہ

ترکۃ المیت میں سے ورثاء کے ہر طائفہ کے ہر فرد کو حصہ دینے کے لئے بھی صرف ایک کام کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان نسبتوں کی کل پانچ صورتیں ہیں، مگر یہاں بھی چونکہ تداخل کی پہلی صورت فی حکم التماثل جبکہ دوسری صورت فی حکم التوافق ہے، اس لئے ذیل میں صرف اور صرف مابقیہ تین صورتیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کا حکم شرعی اور مثالیں لکھ دی جاتی ہے۔[23]

(1) ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو تماثل کی صورت میں ترکہ چونکہ بغیر کسی کسر کے ہر طائفہ کے ہر فرد پر تقسیم ہو سکتا ہے اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس میں ضرب دینے کی ضرورت نہیں ہے، جیسے: اب، ام، چار بنات اور ترکہ چھ دینار ہو (نیز یہی حکم تداخل کی پہلی صورت کا بھی ہے)۔

(2) ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو، توافق کی صورت میں ترکہ بغیر کسر کے ہر طائفہ کے ہر فرد پر تقسیم نہیں ہو سکتا؛ اس لئے اس صورت میں اصل مسئلہ سے ہر طائفہ کے ہر فرد کے حصہ کو ترکہ کے وفق میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اسے اصل مسئلہ کے وفق پر تقسیم کرکے جو جواب ہو گا وہ ترکہ میں سے ہر طائفہ کے ہر فرد کا حصہ ہو گا، جیسے: زوج، جدۃ، دواخت حقیقی، ایک اخت خیفی اور ترکہ بارہ دینار ہو (نیز یہی حکم تداخل کی دوسری صورت کا بھی ہے)۔

(3) ترکہ اور اصل مسئلہ کے درمیان جب تباین کی نسبت ہو، تو تباین کی صورت میں بھی ترکہ چونکہ بغیر کسر کے ہر طائفے کے ہر فرد پر تقسیم نہیں ہو سکتا، اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر طائفہ کے ہر فرد کو ملنے والے حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب کو کل اصل مسئلہ پر تقسیم کرکے جو جواب آئے گا وہ ترکہ میں سے ہر طائفہ کے ہر فرد کا حصہ ہو گا، جیسے: اب، ام، دوبنات اور ترکہ سات دینار ہو۔

تقسیم ترکہ بین الغرمآء

میت کا ناقص ترکہ اس کے متعدد اور مختلف قرض خواہوں میں تقسیم کرنے کے لئے چونکہ دو کام (یعنی: مسئلہ بنانا اور ترکہ ناقصہ تقسیم کرنا) کرنے ہوتے ہیں، اس لئے تقسیم ترکہ بین الغرمآء سے متعلق ذیل کے دو عنوانوں میں بات کی جائے گی۔[24] سب سے پہلے میت کا ناقص ترکہ اس کے متعدد اور مختلف قرض خواہوں میں تقسیم کرنے کے لئے مسئلہ بنایا جاتا ہے اور مسئلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ کی جگہ تمام قرضے اور ترکہ کی جگہ میت کا یہی ناقص ترکہ لکھ دیا جائے جبکہ ورثاء اور ان کے حصوں کی جگہ قرض خواہوں کے نام اور ان کے حصے لکھ دیئے جائیں، اس کے بعد ترکہ ناقصہ اور اصل مسئلہ (یعنی: مجموع الدیون) میں نسبت دیکھی جائے، ترکہ ناقصہ اور مجموع الدیون کے درمیان نسبتوں کی کل تین صورتیں ہیں، کیونکہ تماثل اور تداخل کی پہلی صورت یہاں ممکن نہیں، جبکہ تداخل کی دوسری صورت فی حکم التوافق ہے اس لئے ذیل میں صرف اور صرف مابقیہ دو صورتیں اور ان میں سے ہر ایک کا حکم شرعی اور مثالیں لکھ دی جاتی ہیں:

1. ترکہ ناقصہ اور مجموع الدیون کے درمیان توافق کی نسبت ہو
2. ترکہ ناقصہ اور مجموع الدیون کے درمیان تباین کی نسبت ہو

(1) ترکہ ناقصہ اور مجموع الدیون کے درمیان جب توافق کی نسبت ہو، تو توافق کی صورت میں ترکہ ناقصہ چونکہ بغیر کسر کے غرماء پر تقسیم نہیں ہو سکتا، اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ ہر قرض خواہ کے قرضے کو ترکہ ناقصہ کے وفق میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب کو مجموع الدیون کے وفق پر تقسیم کرکے جو جواب آئے گا وہ ترکہ ناقصہ میں سے ہر قرض خواہ کا حصہ ہو گا، جیسے: مجموع الدیون اڑتالیس دینار (بایں طور کہ ان میں سے بارہ زید کے، سولہ عمرو کے اور بیس بکر کے) اور کل ترکہ ناقصہ اٹھارہ دینار پر مشتمل ہو (نیز یہی حکم تداخل کی دوسری صورت کا بھی ہے)۔

(2) ترکہ ناقصہ اور مجموع الدیون کے درمیان تباین کی نسبت ہو، تباین کی صورت میں ترکہ ناقصہ چونکہ بغیر کسر کے غرماء پر تقسیم نہیں ہو سکتا اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ ہر قرض خواہ کے قرضے کو ترکہ ناقصہ میں ضرب دے کر جو جواب ہو گا اس کو مجموع الدیون پر تقسیم کرکے جو جواب آئے گا وہ ترکہ ناقصہ میں سے ہر قرض خواہ کا حصہ ہو گا، جیسے: مجموع الدیون تیس دینار (بایں طور کہ ان میں سے بارہ دینار زید کے، سولہ عمرو کے اور دو بکر کے) اور کل ترکہ ناقصہ سات دینار پر مشتمل ہو۔

یاد رہے کہ ترکہ تقسیم کرتے وقت ورثاء یا غرمآء کو ملنے والے حصے کبھی تو ان پر پورے پورے (یعنی: کامل اعداد کی صورت

میں) تقسیم ہو سکتے ہیں اور کبھی پورے تقسیم نہیں ہو پاتے بلکہ ان میں توڑ پھوڑ آجاتا ہے (جسے علم المیراث کی اصطلاح میں کسر فی تقسیم الترکہ کہاجاتاہے اور تقسیم ترکہ میں کسر آنے کی دو صورتیں ہیں: ورثاء میں ترکہ تقسیم کرتے وقت آئے کسر آجائے اور غرماء میں ترکہ تقسیم کرتے وقت آئے کسر آجائے) اور مسائل میراث چونکہ اس کسر کے متحمل نہیں اس لئے اسے ختم کرنا ضروری ہوتاہے (جسے اس فن کی اصطلاح میں تصحیح تقسیم الترکہ کہاجاتاہے اور تقسیم ترکہ میں کسر آنے کی چونکہ دو صورتیں تھیں اس لئے ان کی تصحیح کی بھی دو قسمیں بنیں گی) چنانچہ ذیل کے دو عنوانوں میں تصحیح کی ان دو قسموں کے حوالے سے تفصیلی کلام کیا جاتا ہے:[25]

1. کسر فی تقسیم الترکۃ بین الورثاء
2. کسر فی تقسیم الترکۃ بین الغرماء

کسر فی تقسیم الترکۃ بین الورثاء

پہلی قسم (یعنی: ورثاء میں ترکہ تقسیم کرتے وقت کسر آنے) کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ کسر ترکہ میں ہو، چنانچہ اس کا حکم یہ ہے کہ ورثاء میں تقسیم کرتے وقت جب ترکہ میں کسر آرہا ہو تو سب سے پہلے اس کسر کو ختم کیا جائے گا تاکہ ترکہ اور اصل مسئلہ میں نسبت دیکھ کر ترکہ تقسیم کیا جاسکے اور اس کسر کو ختم کرنے کا طریقہ: ترکہ اور مخرج/ اصل مسئلہ کو پھیلا دینا (یعنی: دونوں کو کسر کے جنس سے مبسوط کر دینا) ہے جسے اس فن کی اصطلاح میں بسط کہا جاتا ہے، چنانچہ ترکہ اور مخرج/ اصل مسئلہ کے بسط کا طریقہ مختصراً یہ ہے کہ ترکہ کے کسر کے مخرج میں ضرب دیا جائے جو جواب آئے گا اس جواب میں ترکہ کے کسر کو جمع کر کے جو جواب آئے گا وہ بسط ترکہ کہلائے گا۔ بسط مسئلہ کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ کو ترکہ کے کسر کے مخرج میں ضرب دے جو جواب آئے گا وہ بسط مسئلہ کہلائے گا، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کو پھیلا دینے کے بعد ترکہ مبسوطہ اور مسئلہ مبسوطہ کے درمیان تماثل، تباین اور توافق میں سے جو بھی نسبت ہوگی اس نسبت کے (مذکورہ احکام کے) مطابق ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے، جیسے (تماثل کی مثال): زوج، ام، دو اخت حقیقی اور ترکہ 1.33 دینار ہو، جیسے (توافق کی مثال): زوج، ام، دواخت حقیقی اور ترکہ 5.33 دینار ہو اور جیسے (تباین کی مثال): زوج، ام، دواخت حقیقی اور ترکہ 5.50 دینار ہو۔

کسر فی تقسیم الترکۃ بین الغرماء

دوسری قسم (یعنی: غرماء میں ترکہ تقسیم کرتے وقت کسر آنے) کی تین صورتیں ہیں، چنانچہ ذیل میں وہ تین صورتیں اور ان کے احکام کے حوالے سے تفصیلی کلام (صورتیں، احکام، طرق اور مثالیں) کیا جاتا ہے:

1. کسر صرف اور صرف ترکہ میں ہو
2. کسر صرف مسئلہ (یعنی: مجموع الدیون) میں ہو
3. کسر ترکہ اور مجموع الدیون دونوں میں ہو

پہلی صورت کا حکم بعینہٖ قسم اول کے حکم کی طرح ہے، چنانچہ غرماء میں تقسیم کرتے وقت جب ترکہ میں کسر آرہا ہو تو اس میں بھی سب سے پہلے اس کسر کو ختم کیا جائے گا اور اس کسر کو ختم کرنے کا طریقہ: ترکہ اور مخرج/ اصل مسئلہ کو پھیلا دینا (یعنی: دونوں کو کسر کے جنس سے مبسوط کر دینا) ہے جسے اس فن کی اصطلاح میں بسط کہا جاتا ہے۔ بسط ترکہ کا طریقہ یہ ہے کہ ترکہ کو ترکہ کے کسر کے مخرج میں ضرب دیا جائے جو جواب آئے گا اس جواب میں ترکہ کے کسر کو جمع کر کے جو جواب آئے گا وہ بسط ترکہ کہلائے گا۔ بسط

اور اصل مسئلہ کو پھیلا دینے کے بعد ترکہ مبسوطہ اور مسئلہ مبسوطہ کے درمیان تماثل، تباین اور توافق میں سے جو بھی نسبت ہوگی اس نسبت کے (مذکورہ احکام کے) مطابق ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے، جیسے: (تماثل کی مثال): مجموع الدیون 7 دینار (بایں طور کہ دو زید کے، دو عمرو کے اور تین بکر کے) اور ترکہ 3.50 دینار ہو اور جیسے (توافق کی مثال): مجموع الدیون 18 دینار (بایں طور کہ چار زید کے، چھ عمرو کے اور آٹھ بکر کے) اور ترکہ 7.50 دینار ہو اور جیسے (تباین کی مثال): مجموع الدیون 18 دینار (بایں طور کہ چار زید کے، چھ عمرو کے اور آٹھ بکر کے) اور ترکہ 6.50 دینار ہو۔

دوسری صورت کا حکم پہلی صورت کے برعکس ہے، چنانچہ غرماء میں تقسیم کرتے وقت جب اصل مسئلہ میں کسر آرہا ہو توسب سے پہلے اس کسر کو ختم کیا جائے گا تاکہ ترکہ اور اصل مسئلہ میں نسبت دیکھ کر تقسیم کیا جاسکے اور اس کسر کو ختم کرنے کا طریقہ: ترکہ اور مخرج/اصل مسئلہ کو پھیلا دینا (یعنی: دونوں کو کسر کے جنس سے مبسوط کر دینا) ہے جسے اس فن کی اصطلاح میں بسط کہا جاتا ہے، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کے بسط کا طریقہ مختصراً یہ ہے کہ اصل مسئلہ کو اصل مسئلہ کے کسر کے مخرج میں ضرب دیا جائے جو جواب آئے گا اس جواب میں اصل مسئلہ کے کسر کو جمع کرکے جو جواب آئے گا وہ بسط اصل مسئلہ کہلائے گا۔ بسط ترکہ کا طریقہ یہ ہے کہ ترکہ کو اصل مسئلہ کے کسر کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا وہ بسط ترکہ کہلائے گا، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کو پھیلا دینے کے بعد ترکہ مبسوطہ اور مسئلہ مبسوطہ کے درمیان تماثل، تباین اور توافق میں سے جو بھی نسبت ہوگی اس نسبت کے مذکورہ احکام کے مطابق ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے، جیسے: (تماثل کی مثال) مجموع الدیون 3.50 دینار (ایک زید کا، ایک عمرو کا اور ڈیڑھ بکر کا) اور ترکہ 7 دینار ہو، اور جیسے (توافق کی مثال): مجموع الدیون 10.50 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ساڑھے چار بکر کے) اور ترکہ 9 دینار ہو، اور جیسے (تباین کی مثال): مجموع الدیون 9.50 دینار (دو زید کے، تین عمرو کے اور ساڑھے چار بکر کے) اور ترکہ 9 دینار ہو۔

تیسری صورت (یعنی: غرماء میں تقسیم کرتے وقت اصل مسئلہ اور ترکہ دونوں میں کسر آرہا ہو) مزید دو صورتوں پر مشتمل ہے: (1) جب ترکہ اور اصل مسئلہ کا مخرج ایک جیسا ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کسور کو ختم کیا جائے تاکہ ترکہ اور اصل مسئلہ میں نسبت دیکھ کر تقسیم کیا جاسکے اور ان کسور کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ترکہ اور اصل مسئلہ میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے کسر کے مخرج میں ضرب دیا جائے جو جواب آئے گا اس جواب میں اپنا اپنا کسر جمع کرکے جو جواب آئے گا وہ بسط اصل مسئلہ و ترکہ کہلائے گا، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کو پھیلا دینے کے بعد ترکہ مبسوطہ اور مسئلہ مبسوطہ کے درمیان تماثل، تباین اور توافق میں سے جو بھی نسبت ہوگی اس نسبت کے (مذکورہ احکام کے) مطابق ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے، جیسے: (تماثل کی مثال) مجموع الدیون 7.50 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ڈیڑھ بکر کے) اور ترکہ 7.50 دینار ہو اور جیسے (توافق کی مثال): مجموع الدیون 7.33 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ڈیڑھ بکر کے) اور ترکہ 5.33 دینار ہو اور جیسے (تباین کی مثال): مجموع الدیون 7.50 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ڈیڑھ بکر کے) اور ترکہ 5.50 دینار ہو (2) اور جب ترکہ اور اصل مسئلہ کا مخرج الگ الگ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کسور کو ختم کیا جائے تاکہ ترکہ اور اصل مسئلہ میں نسبت دیکھ کر تقسیم کیا جاسکے اور ان کسور کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً ترکہ اور اصل مسئلہ میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے کسر کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا اس جواب میں اپنا اپنا کسر جمع کرلیں اور ثانیاً اسی مسئلہ مبسوطہ اور ترکہ مبسوطہ میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کسر کے مخرج میں ضرب دے کر جو جواب آئے گا وہ بسط ترکہ و اصل مسئلہ کہلائے گا، چنانچہ ترکہ اور اصل مسئلہ کو پھیلا دینے کے بعد ترکہ مبسوطہ اور

مسئلہ مبسوطہ کے درمیان تماثل، تباین اور توافق میں سے جو بھی نسبت ہوگی اس نسبت کے (مذکورہ احکام کے) مطابق ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے، جیسے (تماثل کی مثال): مجموع الدیون 2.50 دینار (ایک زید کا، ایک عمرو کے اور آدھا بکر کا) اور ترکہ 1.25 دینار ہو اور جیسے (توافق کی مثال) مجموع الدیون 7.50 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ڈیڑھ بکر کے) اور ترکہ 7.33 دینار ہو اور جیسے (تباین کی مثال) مجموع الدیون 7.50 دینار (تین زید کے، تین عمرو کے اور ڈیڑھ بکر کے) اور ترکہ 5.33 دینار ہو۔

تقسیم میراث کی بعض مخصوص صورتیں

تقسیم میراث کے مباحث پورا ہونے کے بعد اب اس سے متعلق کچھ ایسی مخصوص صورتیں بیان کی جاتی ہیں جن سے متعلق مسئلہ میراث بنانے اور پھر اس کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے کے طریقے کچھ مختلف ہیں، چنانچہ ذیل میں اس قسم کی دو ہی صورتیں (تخارج اور مناسخہ) پیش کی جاتی ہیں:

1. تخارج کی بحث
2. مناسخہ کی بحث

تخارج کی بحث

تقسیم میراث کے مذکورہ مباحث (یعنی: مسائل میراث بنانا اور پھر اس کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا) اُس صورت میں ہے کہ جب تمام ورثاء اپنے اپنے حصص میراث کو لینا چاہتے ہوں، لیکن کبھی کبھار چونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ورثاء میں سے کسی وارث کے لئے ترکہ میں سے ایک مخصوص چیز زیادہ مناسب اور مرغوب ہوتی ہے، اس لئے وہ ترکہ میں سے اس متعین چیز کو لے کر اپنے حصہ میراث سے دستبردار ہونا چاہتا ہے اور دوسرے ورثاء بھی بطیب خاطر ایسا کرنے پر راضی ہوتے ہیں، جسے علم المیراث کی اصطلاح میں تخارج کہا جاتا ہے، چنانچہ ذیل کے تین عنوانوں میں اسی تخارج کے حوالے سے اختصار کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے:

1. تخارج کا مفہوم اور اس کا حکم شرعی
2. تخارج کی صورت میں مسئلہ میراث بنانے کا طریقہ
3. تخارج کی صورت میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

تخارج کا مفہوم اور اس کا حکم شرعی

ورثاء میں سے کوئی وارث اگر ترکہ میں سے کسی مخصوص چیز کے بدلے اپنے حق میراث سے دستبردار ہونا چاہے تو ایسا کرنا شرعی اعتبار سے درست ہے اور اس کو علم المیراث کی اصطلاح میں تخارج اور مصالحت کہتے ہیں، چنانچہ لغوی اعتبار سے تخارج / مصالحت باہم جدا ہونے اور تقسیم کرنے کے معنی میں آتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں: ورثاء میں سے کسی وارث کا دیگر ورثاء کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ ترکہ میں سے ایک مخصوص چیز کے بدلے اپنے حصے میراث سے دستبردار ہونے کو تخارج اور مصالحت کہتے ہیں۔[26] اس کا حکم یہ ہے کہ تخارج / مصالحت چونکہ بیع پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے بیع پر حمل کرتے ہوئے اسے چند شرائط کے ساتھ صحیح اور معتبر مانا گیا ہے اور وہ یہ تین شرائط ہیں: (1) مصالح اور دیگر ورثاء رضامند ہوں [27] جس کے لئے ورثاء کا صرف عاقل اور رضامند ہونا کافی ہے، بالغ اور آزاد ہونا ضروری نہیں۔[28] (2) مصالحت بالعوض ہو، لہٰذا اگر کوئی اپنا حصہ میراث بلاعوض چھوڑ دے تو وہ تخارج اور مصالحت نہیں، بلکہ ابراء کہلاتا ہے جس کے مسائل تخارج سے بالکل مختلف ہیں (کیونکہ میراث میں وارثین

کا حق متعین ہوتا ہے اور جو حقوق متعین ہوتے ہیں وہ معاف کر دینے، چھوڑ دینے، ساقط کر دینے، بری کر دینے، بخش دینے کے الفاظ سے کسی کی ملکیت نہیں بنتے بلکہ اس سے صرف وہ حقوق معاف ہوتے ہیں جو حقوق فی الذمہ لازم ہوتے ہیں جیسے: قرض وغیرہ)[29]
(3) وہ عوض مصالِح کے حصہ میراث کے برابر ہو، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مصالح علیہ اور مصالح عنہ کے اعتبار سے تین صورتیں ہیں۔[30] (1) مصالح علیہ عرض (یعنی: سازوسامان) ہو، جیسے: گاڑی، برتن اور کپڑے، چنانچہ اس صورت میں (مصالح عنہ خواہ کچھ بھی ہو، مصالح علیہ کی قیمت خواہ حصہ میراث سے کم ہو یا برابر یا زیادہ اور اسی طرح ترکہ خواہ مجلس صلح میں حاضر ہو یا نہ ہو بہر صورت) مصالحت مطلقاً جائز ہے۔ (2) مصالح علیہ سونا / چاندی ہو، چنانچہ اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ مصالح کے حصہ میراث میں بھی اگر صرف اور صرف سونا یا صرف چاندی ہے، تب تو ترکہ کا مجلس صلح میں حاضر ہونا اور اسی طرح مصالح علیہ اور مصالح عنہ میں برابری کا ہونا دونوں ضروری ہیں، لیکن اگر مصالح کے حصہ میراث میں سونا / چاندی کے ساتھ ساتھ دیگر سازوسامان بھی ہے یا صرف سازوسامان ہے تو پھر یہ دونوں چیزیں ضروری نہیں ہے۔ (3) مصالح علیہ مکیلی یا موزونی چیزیں ہوں، چنانچہ یہاں بھی یہ دیکھا جائے گا کہ مصالح کے حصہ میراث میں بھی اگر صرف مکیلی یا موزونی چیزیں ہیں، تب تو ترکہ کا مجلس صلح میں حاضر ہونا اور اسی طرح مصالح علیہ اور مصالح عنہ میں برابری کا ہونا دونوں ضروری ہیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ دونوں چیزیں ضروری نہیں ہیں۔

تخارج کی صورت میں مسئلہ میراث بنانے کا طریقہ

اب سوال یہ ہے کہ تخارج / مصالحت کی صورت میں مسئلہ میراث کیسے بنایا جائے گا؟ چنانچہ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ورثاء میں سے کوئی وارث اپنا حصہ میراث کسی مخصوص چیز کے بدل چھوڑ دے تو اس صورت میں مسئلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مسئلہ میراث ٹھیک ٹھیک (یعنی: مذکورہ اصولوں کے مطابق) بنا لیا جائے اور پھر ان ورثاء میں سے جس نے اپنا حصہ چھوڑ دیا ہے اس کا حصہ میراث مخرج میں سے کم کر دیا جائے، چنانچہ مصالِح کا حصہ کم کر دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ تصحیح مسئلہ بنے گا، جیسے: زوج، ام اور عم (بایں طور کہ شوہر نے مہر کے بدلے مصالحت کرلی ہو) / یا زوجہ اور چار بیٹے (بایں طور کہ ان میں سے ایک بیٹے نے کسی چیز کے بدلے مصالحت کرلی ہو۔)[31]

تخارج کی صورت میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

ایک سوال یہ بھی ہے کہ اب اس مسئلہ کے مطابق دیگر ورثہ میں میت کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟ چنانچہ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی مذکور تصحیح کے مطابق اس کا ترکہ اس کے دیگر ورثاء میں ان کے سابقہ سہام کے بقدر (تقسیم ترکہ کے مذکورہ اصولوں کے مطابق) تقسیم کیا جائے گا، جیسے: مذکورہ دو مثالوں میں سے پہلی مثال (یعنی: زوج مصالح، ام اور عم) میں تماثل کی صورت، مثلاً: زوج مصالح، ام اور عم اور ترکہ تین دینار ہو / توافق کی صورت، مثلاً: زوج مصالح، ام اور عم اور ترکہ نو دینار ہو / تباین کی صورت، مثلاً: زوج مصالح، ام اور عم اور ترکہ چار دینار ہو اور جیسے: مذکورہ دو مثالوں میں سے دوسری مثال (یعنی: زوجہ، ابن مصالِح، ابن، ابن، اب) میں تماثل کی صورت، مثلاً: زوجہ، ابن مصالح، ابن، ابن، ابن اور ترکہ پچیس دینار ہو / توافق کی صورت، مثلاً: زوجہ، ابن مصالح، ابن، ابن، ابن اور ترکہ پندرہ دینار ہو / تباین کی صورت، مثلاً: زوجہ، ابن مصالح، ابن، ابن، ابن اور ترکہ چوبیس دینار ہو۔

مناسخہ کی بحث

تقسیم میراث کے مذکورہ مباحث (یعنی: مسائل میراث بنانا اور پھر اس کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا) اُس صورت میں ہے کہ

جب کسی ایک میت کا ترکہ اس کے موجود ورثہ میں تقسیم کرنا ہو، لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی میت کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اس کے بعض وارثین یکے بعد دیگرے وفات پاجاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے حصہ میراث اور پھر ان کی تقسیم (جسے علم المیراث کی اصطلاح میں مناسخہ کہا جاتا ہے) کے حوالے سے کافی پریشانی ہوتی ہے کہ تقسیم سے پہلے مرنے والوں کا میراث میں حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کو دوبارہ اس کے وارثین میں کیسے تقسیم کیا جائے؟ چنانچہ ذیل کے دو عنوانوں میں اسی مناسخہ کے حوالے سے تفصیلی کلام پیش کیا جا رہا ہے:

1. مناسخہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم
2. مناسخہ کو حل کرنے کے طریقے

مناسخہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

مناسخہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جو نسخ سے مشتق ہے اور نسخ ویسے تو متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن ان سب میں بنیادی طور پر نقل و تغیر کا مفہوم پایا جاتا ہے، جبکہ علم المیراث کی اصطلاح میں: کسی میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل اس کے وارثین میں سے ایک یا ایک سے زیادہ یکے بعد دیگرے کئی افراد فوت ہو جائیں تو ان فوت ہونے والے افراد کے حصوں کو ان کے وارثین میں منتقل کر کے تقسیم کرنے کو مناسخہ کہتے ہیں۔ مناسخہ کی صورت میں مرنے والے افراد میں سے سب سے پہلا میت جس سے تقسیم ترکہ شروع کیا جائے اسے مورث اعلیٰ اور اس کے وارثین کو بطون کہتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد جس قدر اموات بڑھتی جائیں گی اسی قدر بطون بھی بڑھتے جائیں گے (بایں طور کہ مورث اعلیٰ کے فرائض / مسئلہ کو بطن اول اور پہلے میت کے فرائض / مسئلہ کو بطن ثانی اور میت ثانی کے فرائض / مسئلہ کو بطن ثالث وغیرہ۔

مناسخہ کو حل کرنے کا طریقہ

کسی میت کے ترکہ کی تقسیم سے پہلے جب اس کے وارثین میں سے ایک یا ایک سے زیادہ افراد فوت ہو جائیں تو ان کے باہمی حصوں کو ان کے وارثین میں منتقل کرنے (یعنی: مناسخہ کو حل کرنے) کے دو طریقے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. الگ الگ مسائل سے حل کرنا
2. ایک ہی جامع مسئلہ سے حل کرنا

مناسخہ کو حل کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وفات پانے والے ہر میت کے مسئلہ کو الگ الگ بالترتیب حل کیا جائے (جسے تتابع کا طریقہ کہا جاتا ہے) چنانچہ اس سے ایک تو ہر میت کا مسئلہ عام مسئلوں کی طرح حل بھی ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کسی نئی معلومات لینے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی[32] جیسے: کسی کے ورثہ میں ایک بیوی، دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اس کی بیوی کا انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں مذکورہ دو بیٹے اور ایک بیٹی کے علاوہ باپ بھی ہوں اور اس کے کچھ دن بعد ایک بیٹے کا بھی انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں مذکورہ بہن بھائی کے علاوہ ایک بیوی بھی ہوں، چنانچہ اس مسئلہ میں یکے بعد دیگرے چونکہ تین افراد کی موت ہوئی ہے اس لئے اسی ترتیب سے ان میں سے ہر ایک کا ترکہ الگ الگ تقسیم کیا جائے گا، مثلاً: سب پہلے میت اول (یعنی: مورث اعلیٰ) کے مسئلہ کو حل کیا جائے گا، چنانچہ اس کے وارثین میں چونکہ ایک بیوی، دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے، اس لئے اس ترکہ کے آٹھ حصے کر کے ان میں سے ایک (یعنی: ثمن) بیوی کو اور باقی سات دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں "للذکرمثل حظ الانثیین" کے اصول کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اس کے بعد میت ثانی (یعنی: بیوی) کے مسئلہ کو حل کیا جائے گا، چنانچہ اس کے

وارثین میں چونکہ باپ، دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے، اس لئے اسے میت اول سے ملنے والے ثمن اور دیگر متروکہ مال کے چھ حصے کر کے ان میں سے ایک (یعنی: سدس) باپ کو اور باقی پانچ دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں "للذكر مثل حظ الانثيين "کے اصول کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اس کے بعد میت ثالث (یعنی: بیٹے) کے مسئلہ کو حل کیا جائے گا، چنانچہ اس کے وارثین میں چونکہ ایک بیوی، ایک بھائی اور ایک بہن ہے، اس لئے اسے میت اول وثانی سے ملنے والے اور دیگر تمام متروکہ مال کے چار حصے کر کے ان میں سے ایک (یعنی: ربع) بیوی کو اور باقی تین بہن، بھائی میں "للذكر مثل حظ الانثيين" کے اصول کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

مناسخہ کے مسائل کو حل کرنے کا دوسرا طریقہ جامع مسئلہ کا طریقہ کہلاتا ہے، چنانچہ اس دوسرے طریقہ میں مناسخہ کو حل کرنے کا عمل تین مراحل میں ہوتا ہے۔[33] (1) سب سے پہلے میت اول کے مسئلہ کو حل کر کے اس کا اصل مسئلہ معلوم کریں اور ہر وارث کو (بشمول دوسری میت) اس کا حصہ دے دیں، اس کے بعد اسی طرح دوسری میت کے مسئلہ کو حل کر کے اس کا اصل معلوم کریں اور اس کے ہر وارث کو اس کا حصہ دے دیں۔ (2) دونوں مسئلوں کو حل کرنے کے بعد دوسری میت کے حصہ (یعنی: مافی الید) کو اس کے اصل مسئلہ کے اوپر لکھیں اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کو پہلی میت کے اصل مسئلہ کے اوپر لکھیں اور پھر ان دونوں کو آپس میں ضرب دیں جس کا حاصل ان دونوں مسئلوں کا جامع مسئلہ ہوگا، چنانچہ اس حاصل کو جامع مسئلہ کا عنوان لگا کر الگ ایک طرف میں لکھا جائے گا۔ (3) اس کے بعد پہلی میت کے وارثین کے حصوں کو اوپر کی عدد (یعنی: دوسری میت کے اصل مسئلہ) سے ضرب دے کر جو حاصل ہوگا وہ اس وارث کے نام کے ساتھ جامع مسئلہ کے نیچے لکھیں اور اسی طرح دوسری میت کے وارثین کے حصوں کو اوپر کی عدد (یعنی: دوسری میت کے حصہ) سے ضرب دے کر جو حاصل ہوگا وہ اس وارث کے نام کے ساتھ جامع مسئلہ کے نیچے لکھیں، چنانچہ جس وارث کو ایک ہی مسئلہ میں حصہ ملا ہے اس کا ایک ہی حصہ جامع مسئلہ کے نیچے آئے گا اور جس کو دونوں مسئلوں میں حصہ ملا ہے اس کے دونوں حصے جمع ہو کر جامع مسئلہ کے نیچے آئیں گے اور اس طرح جامع مسئلہ کے تحت ہر وارث کو ملنے والا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً کسی کے ورثاء میں ماں، ایک اخت خیفی اور ایک عم ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اخت خیفی کا انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں مذکورہ ماں کے علاوہ اس کا ایک بیٹا بھی ہو۔ چنانچہ اس مسئلہ میں بھی چونکہ یکے بعد دیگرے متعدد اموات ہوئی ہیں اس لئے انہیں بھی مرحلہ وار تین مراحل میں حل کیا جائے گا، جیسے: (1) سب سے پہلے ان دو مسائل کو حل کر کے ان کا اصل مسئلہ نکالیں گے (چنانچہ پہلی میت کے ورثاء میں چونکہ ماں، اخت حقیقی اور ایک عم ہے اس لئے مسئلہ چھ سے ہو کر ان میں سے دو (یعنی: ثلث) ماں کو، ایک (یعنی: سدس) اخت حقیقی کو اور باقی تین چچا کو ملیں گے اور اسی طرح دوسری میت کے ورثاء میں چونکہ ماں اور ایک بیٹا ہے اس لئے اس صورت میں بھی مسئلہ چھ سے ہو کر ان میں سے ایک (یعنی: سدس) ماں کو اور باقی پانچ بیٹے کو ملیں گے) (2) اس کے بعد دوسری میت کے حصہ (یعنی: ایک) کو دوسری میت کے اصل مسئلہ (یعنی: چھ) کے اوپر اور دوسری میت کے اصل مسئلہ (یعنی: چھ) کو پہلی میت کے اصل مسئلہ (یعنی: چھ) کے اوپر لکھیں گے اور پھر پہلی میت کے اصل مسئلہ (یعنی: چھ) کو اوپر موجود عدد (یعنی: چھ) سے ضرب دیں گے جس کا جواب چھتیس آئے گا جو ان دونوں مسئلوں کا جامع مخرج اور جامع مسئلہ کہلاتا ہے جسے جامع مسئلہ کا عنوان لگا کر ایک طرف میں الگ لکھا جائے گا۔ (3) اس کے بعد جامع مخرج میں سے تمام وارثین کو حصہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی میت کے وارثین کے حصوں کو پہلے مسئلہ کے مخرج سے اوپر موجود عدد (یعنی: دوسری میت کے اصل مسئلہ) میں ضرب دیں گے اور دوسری میت کے وارثین کے حصوں کو دوسرے مسئلہ کے مخرج سے اوپر موجود عدد (یعنی: دوسری میت کے حصہ) میں ضرب دیں گے (چنانچہ پہلے مسئلہ میں ماں کا حصہ دو تھا، اسے اوپر کے عدد (یعنی: چھ) سے ضرب دیا تو

حاصل بارہ آئے گا اور چچا کا حصہ تین تھا، اسے اوپر کے عدد (یعنی: چھ) سے ضرب دیا تو حاصل اٹھارہ آئے گا اور دوسرے مسئلہ میں ماں کا حصہ ایک تھا، اسے اوپر کے عدد (یعنی: ایک) سے ضرب دیا تو حاصل ایک ہی آئے گا اور بیٹے کا حصہ پانچ تھا، اسے اوپر کے عدد (یعنی: ایک) سے ضرب دیا تو حاصل پانچ آئے گا) حاصل یہ کہ ماں کو پہلے مسئلہ میں بارہ اور دوسرے مسئلہ میں ایک ملا ہے جن کا مجموعہ تیرہ بنتا ہے اور چچا کو صرف پہلے مسئلہ میں اٹھارہ حصے، جبکہ بیٹے کو صرف دوسرے مسئلہ میں پانچ حصے ملے ہیں، لہذا ان تمام حصوں کو (جو چھتیس بنتے ہیں) وارثین کے ناموں کے ساتھ جامع مسئلہ کے نیچے لکھا جائے گا۔ مگر یاد رہے کہ مناسخہ کو حل کرنے کا جو جدید طریقہ بتایا گیا ہے اس میں ضرب دینے کے عمل سے اعداد بہت بڑے ہو جاتے ہیں، اس لئے فرائض دانوں نے بین العددین نسبتوں کا سہارا لیا ہے تا کہ حتی الامکان بڑے اعداد کا سامنا نہ کرنا پڑے (تاہم نسبتیں دیکھے بغیر بھی اگر کوئی مذکورہ طریقہ پر عمل کو آگے بڑھا دیا جائے تو نتیجہ درست آئے گا، لیکن عمل کے دوران بڑے بڑے اعداد کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس سے حساب میں دشواری ہوگی) چنانچہ اس کیلئے جامع مسئلہ معلوم کرنے کے مذکور طریقہ ہی پر عمل کرتے ہوئے دوسری میت کے حصہ اور اس کے اصل مسئلہ میں نسبت دیکھیں گے کہ ان میں بین العددین چار نسبتوں میں سے کونسی نسبت ہے؟ چنانچہ ذیل میں وہ چار نسبتیں (یعنی: تماثل، تداخل، توافق اور تباین)، ان کے احکام اور مثال یں اختصار کے ساتھ لکھ دی جاتی ہیں۔[34]

(1) میت ثانی کے حصہ اور اس کے اصل مسئلہ میں جب تماثل کی نسبت ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ پہلی میت کا اصل مسئلہ ہی جامع مسئلہ ہو گا، اس کے لئے مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں (بس میت اول کے اصل مسئلہ ہی کو ایک طرف میں لکھ کر ہر وارث کا حصہ اس کے نیچے درج کیا جائے گا)، جیسے: کسی کے ورثاء میں شوہر، ماں اور ایک چچا ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے شوہر کا بھی انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں اس کے تین بھائی ہوں۔

(2) میت ثانی کے حصہ اور اس کے اصل مسئلہ میں تداخل کی نسبت ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ دوسری میت کے حصہ کے وفق کو اس کے اصل مسئلہ کے اوپر اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کے وفق کو پہلی میت کے اصل مسئلہ کے اوپر لکھیں گے اور پھر مذکورہ طریقہ کے مطابق ضرب کا عمل کریں گے، جیسے: کسی کے ورثاء میں نانی، بہن اور ایک چچا ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے چچا کا بھی انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں اس کی ایک بیوی اور ایک بھائی ہوں۔

(3) میت ثانی کے حصہ اور اس کے اصل مسئلہ میں توافق کی نسبت ہو تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ دوسری میت کے حصہ کے وفق کو اس کے اصل مسئلہ کے اوپر اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کے وفق کو پہلی میت کے اصل مسئلہ کے اوپر لکھیں گے اور پھر مذکورہ طریقہ کے مطابق ضرب کا عمل کریں گے، جیسے: کسی کے ورثاء میں ایک بیوی، ایک بیٹی اور ایک بھائی ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے بیٹی کا بھی انتقال ہو جائے جس کے وارثین میں اس کی ماں اور چچا کے علاوہ شوہر بھی ہوں۔

(4) میت ثانی کے حصہ اور اس کے اصل مسئلہ میں تباین کی نسبت ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ (اس صورت میں چونکہ مزید کوئی آسانی ممکن نہیں ہے، اس لئے ایسی صورت میں جو اصل طریقہ ہے اسی کے مطابق عمل کریں گے، بایں طور کہ) دوسری میت کے حصہ کو اس کے اصل مسئلہ کے اوپر اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کو پہلی میت کے اصل مسئلہ کے اوپر لکھیں گے اور پھر مذکورہ طریقہ کے مطابق ضرب کا عمل کریں گے (چنانچہ اصل طریقہ بتاتے ہوئے جو مثال دی گئی ہے وہ ہی تباین کی مثال ہے) جیسے: کسی کے ورثاء میں ماں، اخت خیفی اور عم ہوں اور ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اخت خیفی کا انتقال ہو جائے جس کے ورثاء میں ماں کے علاوہ اس کا ایک بیٹا بھی ہو۔

References

[1] Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn b. ʿUmar b. ʿAbd al-ʿAzīz, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2015), vol. 10, p. 569.
[2] Ibid.
[3] Sanāblī, Kifāyat Allāh Abū al-Fawzān, *Tafhīm al-Farāʾiḍ* (Mumbai: Islamic Information Center, 2018), p. 28.
[4] Sirāj al-Dīn, Muḥammad b. Muḥammad b. ʿAbd al-Rashīd, *al-Sirājī fī al-Mīrāth* (Karachi: Maktabat al-Bushrā, 2008), p. 46.
[5] Ibid.
[6] Abū ʿĪd, ʿĀrif Khalīl, *al-Wajīz fī al-Mīrāth* (Jordan: Dār al-Nafāʾis, 1961), p. 124.
[7] Ibn ʿĀbidīn, *Radd al-Muḥtār*, vol. 10, p. 538.
[8] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 50.
[9] ʿUthmānī, Ẓafar Aḥmad b. Laṭīf Aḥmad, *Iʿlāʾ al-Sunan* (Deoband, India: Ashrafī Book Depot), vol. 18, p. 433.
[10] al-Jurjānī, al-Sayyid Sharīf ʿAlī b. Muḥammad, *al-Sharīfiyyah Sharḥ al-Sirājiyyah fī al-Farāʾiḍ* (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah), p. 55.
[11] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 51.
[12] Ibid., p. 68.
[13] Ibid., p. 69.
[14] Ibid., p. 70.
[15] Darbhangawī, Ishtiyāq Aḥmad, *Ṭarāzī Sharḥ al-Sirājī fī al-Mīrāth* (Lahore: Maktabat al-Raḥmāniyyah), p. 180.
[16] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 70.
[17] Ashāʿtī, Muḥammad Afḍal, *Afḍal al-Rājī fī Ḥall al-Sirājī* (India: Jāmiʿah Islāmiyyah Ishāʿat al-ʿUlūm, Akola), p. 522.
[18] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 56.
[19] Abū Lubābah, Shāh Manṣūr, *Tashīl al-Sirājī* (Karachi: Maktabah al-Saʿīd, 2000), p. 93.
[20] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 58.
[21] Ibid., p. 62.
[22] Ibid., p. 65.
[23] Ibid., p. 64.
[24] Abū Lubābah, *Tashīl al-Sirājī*, p. 106.
[25] Ibid., p. 108.
[26] Abū Ṭalḥah, Muḥammad Zakariyyā al-Madanī, *al-ʿAbbāsiyyah Sharḥ al-Sirājiyyah fī Ḍawʾ al-Sharīfiyyah* (Karachi: Maktabat al-Shaykh, Bahādurābād), p. 207.
[27] al-Jurjānī, *al-Sharīfiyyah*, p. 73.
[28] Darbhangawī, *Ṭarāzī Sharḥ al-Sirājī*, p. 177.
[29] Nawī Wālā, Muḥammad ʿUthmān, *Āsān Mīrāth* (Karachi: Maktabah Bayt al-ʿIlm, 2010), p. 181.
[30] Ibid., p. 177.
[31] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 67.
[32] Sanāblī, *Tafhīm al-Farāʾiḍ*, p. 134.
[33] Sirāj al-Dīn, *al-Sirājī fī al-Mīrāth*, p. 82.
[34] Sanāblī, *Tafhīm al-Farāʾiḍ*, p. 143.